AL-‘ULŪM ISSN: 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(January-June2023), 4:1(205-237)

کتاب الشفا کا منہج واسلوب: ایک تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد رفیق،اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ سیرت سٹڈیز،علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،اسلام آباد

Approach and Method of *Kitāb ‘al-Shifā*: an Analytical Study

Muhammad Rafiq (PhD)
Assistant Professor Department of Seerat Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Keywords:
Seerat,
Kitāb ‘al Shifā,
Qādī ‘Aiyyād,
Prophetic rights,
attributes

Abstract: *The Prophet* (peace be upon him) *is the source of light and guidance, through whom people are blessed to have the difference between good and evil, faith, knowledge, and wealth of true religion, until the Resurrection. Therefore, it is not possible to imagine any kind of welfare, happiness, real success, and salvation by disobeying, ignorance and Indifference to the Messenger of Allah. Given the importance of the rights of the Prophet* (peace be upon him), *since the early centuries, Muslim scholars and thinkers have written books on this topic under different titles and styles, such as books of* ***Maghāzī,*** *books of biography of the Prophet, books of arguments, signs of prophecy, books of miracles and books of morals and habits of the Prophet, etc. In these books, various aspects of the rights of the Holy Prophet (PBUH) have been discussed and reasoned in detail, but the fact is that the acceptance and fame of Qazi Ayaz's book* ***al-Shifā Bi t‘arīf i Ḥuqūq e al Muṣtafā*** (peace be upon him), which is *not received by any other book, and there is no exaggeration, but an acknowledgment of the fact; that no one has been able to write a book better than this in terms of relevance, comprehensiveness and scholarly literature. In this article, the introduction, approach, and method of Kitāb al Shifā and its author have been presented and analyzed with details.*

M. Rafiq (2023) Approach and Method of Kitāb ‘l Shifā: an Analytical Study Al-‘Ulūm Journal of Islamic Studies, 2(1)

[1.]Corresponding author Email: muhammad.rafiq@aiou.edu.pk

تمہید

محمد ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان، ان سے محبت اور ان کی اطاعت و اتباع کا مطالبہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں پوری انسانیت سے کیا ہے جس کی دعوت و دلائل سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ایک مسلمان پر رسول اللہ ﷺ کے یہ سب سے اہم و بنیادی حقوق اور دین اسلام کی شرط اول ہیں۔ان کے بغیر نہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید معتبر ہے اور نہ ہی ایمان و عمل صالح؛ کیونکہ رسول اکرم ﷺ ہی وہ سراج منیر اور سرچشمۂ رشد و ہدایت ہیں جن کے ذریعہ سے آج انسانیت خیر و شر میں فرق، ایمان و ایقان، علم و عرفان اور دین حق کی دولت سے بہرہ ور ہے ، قیامت تک اب صرف انہی کا اعتبار ہے اور یہی قابلِ تقلید نمونۂ عمل رہیں گے ؛ اس لئے آپ ﷺ سے بے اعتنائی اختیار کر کے کسی قسم کی سعادت اور حقیقی کامیابی و نجات حاصل کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے حقوق کی اسی اہمیت کے پیش نظر قرون اولیٰ سے ہی اس موضوع کے متعلق مسلمان علماء و مفکرین نے مختلف عناوین واسالیب کے تحت کتابیں تحریر کی ہیں جیسے کتب مغازی، کتب سیرت، کتب دلائل، کتب اعلام، کتب معجزات اور کتب شمائل وغیرہ، جن میں رسول اکرم ﷺ کے حقوق کے مختلف گوشوں پر مفصل اور مدلل گفتگو کی گئی ہے، لیکن امر واقع یہ ہے کہ ان میں جو پذیرائی اور شہرت قاضی عیاضؒ کی کتاب "**الشفا بتعریف حقوق المصطفی** ﷺ" کو نصیب ہوئی وہ کسی دوسری کتاب کے حصہ میں نہیں آسکی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ موضوع کے ساتھ مناسبت، جامعیت اور علمی وادبی اعتبار سے اس سے بہتر کتاب آج تک کوئی تحریر نہیں کر سکا۔اس مقالہ میں کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ کے منہج واسلوب کا تجزیاتی مطالعہ کر کے درج ذیل چار مباحث میں پیش کیا گیا ہے:

مبحث اول: قاضی عیاضؒ کا تعارف اور علمی خدمات

مبحث دوم: حقوق مصطفیٰ کا مفہوم

مبحث سوم: کتاب الشفا کا تعارف

مبحث چہارم: کتاب الشفا کی خصوصیات اور امتیازات

نتائج بحث اور سفارشات

مبحث اول: قاضی عیاضؒ (476-544ھ=1083-1149ء) کا تعارف اور علمی خدمات

دیار مغرب اور اندلس میں بے شمار علماء نے علم و فن اور ادب میں اپنا نام پیدا کیا انہی روشن ستاروں میں سے ایک روشن ستارہ اور درخشاں نام عیاض بن موسیٰ کا ہے، آپ کی کنیت ابو الفضل جب کہ مشہور قاضی کے لقب سے

ہیں ۔آپ کی مستند ترین سوانح حیات وہ شمار ہوتی ہے جوخود آپ کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد بن عیاض نے ''التعریف بالقاضي عیاض'' کے نام سے تحریر کی ہے، جس میں آپ کا نسب نامہ اور مکمل نام یوں بیان کیا گیا ہے:

''أبوالفضل عياض بن موسى بن عياض بن عمرون بن موسى بن عياض بن محمد بن عبدالله بن موسى بن عياض اليحصبى.'' [1]

ولادت

آپ کی ولادت کے متعلق ابوجعفر الضبی،[2] ابن بشکوال[3] تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی ولادت 476ھ میں ہوئی ۔جبکہ خود قاضی عیاضؒ کے بیٹے ان کی تاریخ ولادت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''ثم ولد لموسى ابنه عياض أبي رحمة الله عليه وعلى جميعهم فيما رأيت بخطه في النصف من شعبان عام ستة وسبعين وأربعمائة.'' [4]

(پھر موسی کے بیٹے عیاض میرے والد پیدا ہوئے (اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمت فرمائے)، میں نے خود ان کی لکھی ہوئی تحریر دیکھی جس میں 15 شعبان 476ھ ((28 دسمبر 1083ء) کو سبتہ (Ceuta) شہر) میں ان کی ولادت ہونا تحریر ہے)

آپ رحمہ اللہ کے نام کا درست تلفظ عین کے کسرہ کے ساتھ عِیاض ہے، اسی بابت ابن خلکانؒ تحریر فرماتے ہیں:

''وعياض: بكسر العين المهملة وفتح الياء المثناة من تحتها وبعد الألف ضاد معجمة واليحصبي: بفتح الياء المثناة من تحتها وسكون الحاء المهملة وضم الصاد المهملة وفتحها وكسرها وبعدها باء موحدة، هذه النسبة إلى يحصب بن مالك قبيلة من حِمير.'' [5]

1- ابوعبد اللہ محمد بن عیاض (المتوفی: 575ھ)، التعریف بالقاضی عیاض، تقدیم و تحقیق: الدکتور محمد بن شریفہ (المملکۃ المغربیہ: وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، س ن)، 2۔

2- ابو جعفر احمد بن یحیی الضبي، (المتوفی: 599ھ) بغية الملتمس في تاريخ رجال أهل الاندلس (القاہرہ: دار الکتب العربي، الطبعۃ: 1967ء) 1:437۔

3- ابو القاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود بن بشکوال (المتوفی: 578ھ)، الصلة في تاريخ أئمة الأندلس (مصر: مكتبة الخانجي، طبعۃ ثانیۃ، 1374ھ)، 429۔

4- محمد بن عیاض، التعریف بالقاضی عیاض، 3۔

5- ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد، ابن خلکان البرمکی (المتوفی: 681ھ) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان (بیروت: دار صادر، الطبعۃ، 1900)، 3:485۔

(عِیاض بغیر نقطے والے عین کے کسرہ کے ساتھ ہے، اس کے بعد یا پر زبر، پھر الف کے بعد ضاد نقطے والا ہے۔ یَحْصُب کے تلفظ میں یا پر فتحہ، حاء ساکنہ اور صاد پر ضمہ، فتحہ اور کسرہ تینوں حرکات کا تلفظ درست ہے (لیکن زیادہ بہتر ضمہ ہے، یمن کے مشہور قبیلہ) حمیر کی ذیلی شاخ یحصُب بن مالک کی نسبت سے آپ یحصُبی کہلاتے ہیں)

تعلیم وتربیت اور اساتذہ

قاضی عیاضؒ نے سب سے پہلے اپنے شہر (سبتہ) کے اہل علم سے 507ھ /1114ء کے وسط تک وہیں رہ کر تعلیم وتربیت کے مراحل طے کیے۔ جن اہل علم سے آپ نے استفادہ کیا، ان میں مندرجہ ذیل علماء کرام سرفہرست ہیں:

(1) قاضی ابو عبداللہ بن عیسی التَّمِيْمِيّ (2) قاضی وخطیب ابو القاسم، عبد الرحمن بن محمد المعافري (3) فقیہ ابو اسحاق، ابراھیم بن جعفر بن احمد المعروف بابن الفاسي۔

پھر اس کے بعد آپ نے اندلس کا سفر فرمایا آپ سبتہ شہر سے بروز منگل 15 جمادی الاولی 507ھ کو طلب علم کیلئے نکلے اور قرطبہ شہر میں بروز منگل یکم جمادی الآخرۃ (یا ابتدائی ایام میں) ۵۰۷ھ کو پہنچے۔

ابن خلکان، ابن بشکوال، امام ذہبی، آپؒ کے فرزند، صاحب ازھار الریاض[6] اور خود قاضی عیاض نے اپنی کتاب الغنیۃ میں اپنے شیوخ کی تعداد ایک سو (100) سے زیادہ ذکر کی ہے، اس بابت وہ تحریر فرماتے ہیں:

> "هذه مائة ترجمة وقد تركنا جماع ممن لقيناهم وذاكرناهم وحضرنا مجالس نظرهم من الفقهاء والرواة ممن لم نحمل عنهم الكتب ولا الحديث اقتصاراً على ما ذكرناه وبالله تعالى التوفيق وهو تعالى يرحم الجميع برحمته."[7]
>
> (یہ ایک سو شخصیات کے حالات کا تذکرہ ہے اور بہت سے ایسے فقہاء اور رواۃ کا ذکر ہم نے اختصار کی غرض سے چھوڑ دیا ہے جن سے ہم نے ملاقات ومذاکرہ کیا اور ان کی مجالس میں حاضر ہوئے لیکن ان سے نہ تو ہم نے کوئی کتاب پڑھی اور نہ ہی کسی حدیث کا اخذ وتحمل کیا، اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے اور وہی سب پر اپنی رحمت سے رحم فرمائے)

6- ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد بن احمد بن یحیی، المقري، (المتوفیٰ: 1041ھ)، أزهار الرياض في أخبار القاضي عياض، تحقیق: مصطفی السقا (المدرس بجامعۃ فواد الاول)- ابراھیم الابیاری (المدرس بالمدارس الأميرية) (قاہرہ: الطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، 1358ھ-1939ء)، 3:151، 152۔

7- ابو الفضل قاضی عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، (المتوفیٰ: 544ھ- 1149ء) الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض، تحقیق: ماہر زہیر جرار، (بیروت: دار الغرب الاسلامی، طبعۃ اولی 1402ھ-1982ء)، ۲۲۷۔

لیکن ان سب میں اہم ترین اساتذہ اور محدثین عظام جن سے آپ کو سماع حدیث یا صرف اجازت حدیث حاصل رہی ان کے نام یہ ہیں:

(1) ابو علی، القاضی، الحافظ، الشہید الحسین بن محمد الصدفی المعروف بابن سُکَّرۃ (متوفی 514ھ) (ان سے آپ کو سماع اور اجازت حدیث دونوں حاصل رہیں) ان ہی سے آپ نے کثرت کے ساتھ کتاب الشفا میں مکمل سند کے ساتھ احادیث ذکر کی ہیں۔

(2) ابو عبد اللہ المازَری، جن کا نام محمد بن علی بن عمر بن محمد التمیمی المالکی ہے اور المازَری کے نام سے مشہور ہیں۔ مشہور محدث ہیں، انہوں نے صحیح مسلم کی شرح لکھی ہے جس کا نام ہے "المُعلِم بفوائد شرح مُسلِم"۔

(3) حافظ و قاضی امام محمد بن عبد اللہ، ابو بکر بن العربی المعافری (صاحب العواصم من القواصم)، مشہور شخصیت ہیں۔

(4) ابو علی، الحسین بن محمد بن احمد، الغَسَّانی، الجَیَّانی (متوفی 498ھ) یہ اپنے زمانہ میں اندلس کے مشہور محدث تھے۔

(5) فقیہ و قاضی ابو الولید محمد بن احمد بن رشد القرطبي المالكي (متوفی 520ھ) یہ مشہور فلسفی ابن رشد کے جد امجد ہیں۔

علوم وفنون

قاضی عیاضؒ مختلف اسلامی علوم اور ادبی فنون کے ماہر تھے لیکن فقہ وقضاء کے علم ومنصب سے اس قدر وابستہ ومشہور ہوئے کہ قاضی ان کے نام کا جز واور فقہ ان کے علوم کا امتیازی وصف بن گیا، جبکہ ابن خلکانؒ، ذہبیؒ، ابن بشکوالؒ اور متعدد دیگر سوانح نگاروں نے ان کی مختلف الجہات علمی شخصیت کی تعریف وتوصیف کی ہے، اور اس پر ان کی تصانیف کو بہترین شاہد قرار دیا ہے۔ قاضی عیاضؒ بہترین نثر نگار ہونے کے ساتھ بہت اچھے شاعر بھی تھے، موصوف کی شاعری اور ادبیت کا وصف بہت اہم ہے جس پر کئی سوانح نگاروں اور اہل قلم نے تفصیل سے لکھا ہے، عام طور پر فقہاء اور اہل حدیث میں یہ ذوق لطیف کم پایا جاتا ہے لیکن ان کی اکثر نثری تالیفات اور تحریرات ادبی چاشنی اور قدر وقیمت میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔[8]

8- محمد بن عیاض ،التعریف بالقاضی عیاض ،100؛ ابن خلکان، وفیات الأعیان، 3: 484 ؛ البشیر علی حمد الترابی،الأستاذ الدکتور، القاضی عیاض وجهوده فی علم الحدیث روایة ودرایة(بیروت: دار ابن حزم، طبعۃ اولیٰ، 1997ء)، 192۔

درس وتدریس اور تلامذہ

حافظ ذہبی کے مطابق فقیہ محمد بن حماد سبتی کہا کرتے تھے کہ اٹھائیس سال کی عمر سے پہلے ہی قاضی عیاض مناظرہ وتدریس کے لئے اپنی مسند بچھانے لگے تھے۔ اور پینتیس سال (35) کی عمر تک پہنچتے پہنچتے وہ سبتہ شہر کے قاضی بن گئے۔[9]

قاضی عیاض جامع صفات شخصیت تھیں، آپ بیک وقت قضا، درس وتدریس اور ادب کے شہسوار تھے، آپ سے سینکڑوں طلبہ نے مختلف علوم وفنون حاصل کیے، ان میں سے اہم ترین شاگرد مندرجہ ذیل ہیں:

(1) آپ کے فرزند ارجمند قاضی محمد بن عیاض (دانیہ شہر کے قاضی جن کی وفات بقول ابن خلکان 575ھ میں ہوئی)[10]

(2) ابو جعفر، عبد الرحمن بن احمد بن احمد بن محمد، ابن القصیر الأزديّ، الغرناطي (متوفی:576ھ)

(3) ابو القاسم خلف بن بشکوال (جنہوں نے تاریخ وتذکرہ میں بہت نام کمایا لیکن فقہ وحدیث میں بھی ان کو ایک اہم مقام حاصل تھا)

منصب قضا

قاضی عیاضؒ چار مرتبہ منصب قضاء پر فائز ہوئے۔ آپ 515ھ میں پہلی مرتبہ اپنے شہر (سبتہ) کے قاضی بنے اور ایک طویل عرصے تک اسی منصب پر قائم رہے پھر 532ھ کو غرناطہ کے قاضی بنے۔ اور پھر ایک دوسری مدت کے لیے 539ھ میں دوبارہ سبتہ کے قاضی بنے۔ اور زندگی کے آخری ایام میں (541ھ-544ھ میں) موحدین کے ساتھ مخالفت کی پاداش میں ایک چھوٹے سے گاؤں "دای" میں بظاہر قاضی لیکن حقیقت میں جلاوطن کی حیثیت سے آپ کو زندگی گزارنے پر مجبور کیا گیا۔[11]

قاضی عیاضؒ کا مذہب

قاضی عیاضؒ اشعری العقیدہ تھے، اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اپنی مشہور کتاب " الشفا" میں جابجا امام ابو الحسن اشعری اور امام الحرمین جوینی کی آراء سے استدلال کرتے ہیں۔ جبکہ فقہ اور فروع میں آپ امام مالکؒ کے پیروکار تھے۔

9- شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی، (المتوفی: 748ھ) سير أعلام النبلاء، تحقیق: مجموعة محققین باشراف شعیب الارناؤوط (بیروت: مؤسسة الرسالة، طبعة ثالثة: 1405ھ-1985ء)، 205:39۔

10- نفس مصدر، 207:39۔

11- ابن خلکان، وفيات الأعيان، 485:3۔

تصانیف

ابن خلکانؒ، امام ذہبیؒ، ابن بشکوالؒ اور دیگر سوانح نگاروں نے ان کی چند تالیفات اور ان کے نادر وبدیع ہونے کا ذکر کیا ہے ، لیکن سب سے زیادہ تفصیل اسماعیل پاشا البغدادی نے اپنی کتاب " ہدیۃ العارفین" میں 22 کتابوں کا ذکر کرکے دی ہے، ان کے سوا بعض معاصر مصنفین نے مختلف مصادر سے جمع کرکے ان کی 34 کتابوں کا ذکر کیا ہے ، جن میں سے چند اہم ترین کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1)**مشارق الأنوار في اقتفاء صحيح الآثار أومشارق الانوارعلى صحاح الآثار**، جو امام مالک کی موَطا اور صحیحین کی بہترین شرح اور بہت اہم کتاب ہے۔ (ابن خلکان کا کہنا ہے کہ یہ ان تینوں کی غریب الحدیث کی شرح ہے۔)

(2)**إكمال المُعلِم بفوائد صحيح مسلم**، جو بقول ابن خلکان امام مازَری (ابو عبد اللہ محمد بن علی المازَری م536ھ)کی شرح مسلم "**المُعلِم بفوائد شرح مُسلِم**" کا تکملہ ہے۔

(3)"**بغية الرائد لما في حديث أم زرع من الفوائد**" یہ حدیث ام زرع کی شرح ہے، جسے شمائل کی احادیث میں اہم مقام حاصل ہے اور یہ حدیث کے ادب عالی کا بہترین اور عمدہ نمونہ ہے۔ (ابن خلکان کے مطابق قاضی عیاضؒ نے اس کی
بھرپور شرح لکھی تھی)۔

(4) **الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع**. یہ اصول وعلوم حدیث پر بہترین کتاب اور مطبوع ہے۔

(5) **الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم**، یہ ان کی مشہور ترین تالیف ہے۔

(6) **السَّيْف المسلول على من سبّ اصحاب الرَّسُول**.(7) **الْعُيُون السِتَّة فِي اخبار سبتة**.[12]

ابن خلکان نے قاضی عیاضؒ کی کل چار کتابوں "**إكمال، مشارق الأنوار،شرح حديث أم زرع** اور**التنبيهات**" کا ذکر کیا ہے،[13] اور حیرت ہے کہ ان کی مشہور ترین کتاب "**الشفا**" کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ حافظ ذہبی نے کتاب "**الشفا**" سے اس کا آغاز کیا ہے اور **إكمال** کے سوا مذکورہ بالا دونوں کتابوں کا حوالہ دے کر ترتیب المدارک اور کتاب العقیدۃ اور جامع التاریخ کا ذکر کیا ہے۔[14]

12- اسماعیل بن محمد امین بن میر سلیم البابانی البغدادی، (المتوفیٰ:۱۳۳۹ھ) **هدية العارفين: أسماء المؤلفين وآثار المصنفين** (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، س ن)، 805:1۔

13- ابن خلکان، **وفیات الأعیان**، 483:3۔

14- شمس الدین ابو عبد اللہ الذہبي، تذکرۃ الحفاظ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبعۃ اولی، 1419ھ)، 68:4۔

قاضی عیاضؒ کی تالیفات کا اثر

قاضی عیاضؒ کی تالیفات کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کے معاصر ومتأخر علماء نے ان سے بہت استفادہ کیا، اپنی تالیفات میں ان کے اقوال واقتباسات نقل کئے اوران سے استدلال واستناد کیا، ان میں امام نوویؒ، امام عینیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جیسے شارحینِ حدیث شامل ہیں اور یہ ائمہ عظام جب قال القاضی کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد قاضی عیاضؒ ہی ہوتے ہیں۔

شخصیت، اخلاق وکردار اور علماء کی آرا

(1) ابن فرحونؒ آپ کے علم وفضل اور شخصیت واخلاق وکردار پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"كان القاضي أبو الفضل إمام وقته في الحديث وعلومه عالماً بالتفسير وجميع علومه فقيهاً أصولياً عالماً بالنحو واللغة وكلام العرب وأيامهم وأنسابهم بصيراً بالأحكام عاقداً للشروط حافظاً لمذهب مالك رحمه الله تعالى شاعراً مجيداً رُيَّاناً من الأدب خطيباً بليغاً صبوراً حليماً جميل العشرة جواداً سمحاً كثير الصدقة دؤوباً على العمل صلباً في الحق. "[15]

(قاضی ابو الفضل اپنے وقت میں حدیث اور علوم حدیث کے امام تھے، تفسیر اور اس کے جملہ علوم کے عالم، فقیہ واصولی تھے، نحو ولغت، کلام عرب اور ان کے ایام وانساب کے جاننے والے تھے، احکام شریعت میں بصیرت رکھنے، اس کی شروط کو پورا کرنے والے اور امام مالکؒ کے مذہب کے حافظ تھے بہترین شاعر وادب کے ملاح اور بلیغ خطیب تھے، نہایت صابر، حلیم وبردبار، بہترین معاشرت، بہت زیادہ سخاوت اور صدقہ خیرات کرنے، ہمیشہ محنت وکام کرنے اور حق پر ڈٹ جانے والی شخصیت کے مالک تھے)۔

(2) ابن خلکانؒ وفیات الاعیان میں آپ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"كان إمام وقته في الحديث وعلومه والنحو واللغة وكلام العرب وأيامهم وأنسابهم وصنف التصانيف المفيدة منه... "[16]

(ابن خلکان کے مطابق قاضی رحمہ اللہ حدیث اور علوم حدیث، نحو ولغت، کلام عرب وتاریخ اور انساب کے امام عصر وشیخ وقت تھے اور آپ نے بہت سی مفید تصانیف تحریر کیں)

(3) امام ذہبیؒ آپ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

15- برھان الدین، ابو اسحاق ابراھیم بن علي الیعمري، المعروف بابن فرحون (التوفی: 799ھ) الديباج المذهب في معرفة أعيان علماء المذهب، تحقیق: الدکتور محمد الأحمدي أبو النور (القاھرۃ: دار التراث للطبع والنشر، س ن)، 2:47۔

16- ابن خلکان، وفيات الاعيان وأنباء أبناء الزمان، 3:483۔

"عالم المغرب ابو الفضل اليحصبي الحافظ"[17] (ابو الفضل الیحصبی مغرب کے عالم اور حافظ ہیں)

(4) آپ کے شاگرد رشید ابن بشکوالؒ اپنی کتاب "الصلة" میں آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"وهو من أهل التفنن في العلم والذكاء واليقظة والفهم"[18]

(آپ کئی قسم کے علوم کے ماہر، ذہانت، بیدار مغزی اور فہم و فراست والی شخصیت ہیں)

(5) ابو الفداء ابن کثیرؒ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

"وَكَانَ إِمَامًا فِي عُلُومٍ كَثِيرَةٍ، كَالْفِقْهِ وَاللُّغَةِ وَالْحَدِيثِ وَالْأَدَبِ، وَأَيَّامِ النَّاسِ."[19]

(آپ کو بہت سے علوم میں امامت کا درجہ حاصل تھا جیسے فقہ، لغت، حدیث، ادب اور تاریخ)

وفات

ان کے شاگردِ رشید ابن بشکوال کہتے ہیں کہ قاضی عیاض نے اپنے وطن سے دور 544ھ کے وسط میں وفات پائی۔[20]

قاضی عیاضؒ کے فرزند قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عیاض اپنے والد کی وفات کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"ثم مات عفا الله عنه ليلة الجمعة نصف الليل التاسعة من جمادى الآخرة من عام أربعة وأربعين وخمسمائة ودفن بها في باب إيلان داخل السور (أي داخل المدينة)، وقدس الله روحه، ونور ضريحه."[21]

(پھر ان کا انتقال جمعہ کی نصف شب میں 9 جمادی الآخرہ کو 544ھ میں ہوا، اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے، اور وہیں شہر کے اندر باب ایلان میں دفن کیے گئے، اللہ تعالیٰ ان کی روح کو مقدس فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے)

جبکہ ابن خلکان نے ان کی وفات کی تاریخ 7 جمادی الآخرہ یوم جمعہ تحریر کی ہے اور پھر قیل کے لفظ سے رمضان 544ھ بھی بتائی ہے اور مدفن شہر مراکش کے باب ایلان کو بتایا ہے جو کہ شہر کے اندر ہی تھا، ان کی عبارت یہ ہے:

17- ذہبی، تذکرة الحفاظ، 4:67۔

18- ابن بشکوال، الصلة في تاريخ ائمة الأندلس، 429۔

19- عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، المعروف بابن کثیر (المتوفی 774ھ) البداية والنهاية، تحقیق: علی شیری (لبنان: بیروت، دار احیاء التراث العربی، طبعۃ اولیٰ 1408ھ 1988ء)، 12:280۔

20- ابن بشکوال، نفس مصدر، 430۔

21- محمد بن عیاض، **التعريف بالقاضي عياض**، 13۔

"وتوفي بمراكش يوم الجمعة سابع جمادى الآخرة، وقيل في شهر رمضان سنة أربع وأربعين وخمسمائة، رحمه الله تعالى، ودفن بباب إيلان داخل المدينة۔"[22]

(آپؒ کی وفات مراکش میں جمعہ کے دن 7 جمادی الآخرہ اور رمضان کا مہینہ بھی کہا گیا ہے 544ھ میں ہوئی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ اور وہیں شہر کے اندر باب ایلان میں دفن کیے گئے)

قاضی عیاضؒ کی سوانح حیات پر مستقل کتابیں تحریر کی گئی ہیں، ان کے متعلق تفصیل سے معلومات حاصل کرنے کے لئے ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے، جن میں سے اہم ترین درج ذیل چار کتابیں ہیں:

(1) **التعريف بالقاضي عياض طبعة وزارة الأوقاف المغربية**، یہ ان کے بیٹے قاضی محمد بن عیاض کی تحریر شدہ ہے جسے مراکش کی وزارۃ اوقاف نے ڈاکٹر محمد بن شریفۃ کی تحقیق کے ساتھ طبع کیا ہے۔

(2)**أزهارالرياض في أخبار عِياض**، یہ ابو عثمان سعید بن احمد المَقّرِی التلمسانی کی تصنیف ہے، اور مطبعۃ فضالۃ مراکش سے چھپی ہے۔

(3)**القاضي عياض وجهوده في علمي الحديث رواية و دراية**. یہ پروفیسر ڈاکٹر البشیر علی حمد الترابی کی تصنیف ہے، جو دار ابن حزم، بیروت سے 1418ھ میں چھپی ہے۔

(4)**القاضي عياض عالم المغرب وإمام أهل الحديث في وقته**. یہ ڈاکٹر الحسین بن محمد شوّاط کی تالیف ہے، دار القلم دمشق سے 1419ھ میں چھپی ہے۔

مبحث دوم: حقوق مصطفی ﷺ کا مفہوم

حقوقِ مصطفیٰ یا حقوق الرسول ﷺ کے اصطلاحی اور شرعی مفہوم کی وضاحت سے پہلے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ لفظ حق کے معنی ومفہوم کی مکمل وضاحت کر دی جائے۔

حق اور حقوق کا مفہوم

حق کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے مشہور امام لغت احمد بن فارسؒ تحریر کرتے ہیں:

"(حَقَّ)الْحَاءُ وَالْقَافُ أَصْلٌ وَاحِدٌ،وَهُوَ يَدُلُّ عَلَى إِحْكَامِ الشَّيْءِ وَصِحَّتِهِ.فَالْحَقُّ نَقِيضُ الْبَاطِلِ... وَيُقَالُ حَقَّ الشَّيْءُ وَجَبَ." [23]

22- ابن خلکان، وفیات الاعیان، 3:485۔

23- ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا القزوینی، الرازي (المتوفی:395ھ) مقاييس اللغة (بیروت: دار الفکر، طبعۃ اولیٰ: 1399ھ/1979ء)، 2:15۔

(حاء اور قاف مضعّف حَق: "باطل کا متضاد ہے اور اس کا بنیادی لغوی معنی ہے کسی چیز کا مضبوط و پختہ ہونا/کرنا اور اس کا صحیح وثابت ہونا، اسی سے کہا جاتا ہے حَقَّ الشَّيْءُ: جب کوئی چیز ثابت، واجب اور ضروری ہو جائے)

ابن منظورؒ اس کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"والحَقُّ وَاحِدُ الحُقوق ... وَفِي الحَدِيثِ: أَنَّهُ (إِنَّ الله) أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ[24] أَيْ حظَّه ونَصِيبَه الَّذِي فُرِضَ لَهُ ...."[25]

(حق مفرد ہے اور اس کی جمع حقوق ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق یعنی مقرر شدہ اور فرض کیا ہوا حصہ ونصیب (وراثت میں) دے دیا ہے؛ اس لئے اب وارث کے لئے کوئی وصیت کرنا جائز نہیں ہے)

قرآن وسنت میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾[26]

(اور ان کے مال و دولت میں سائلوں اور محروم لوگوں کا (باقاعدہ) حق یعنی حصہ ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

«حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ»[27] (مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں)

لغت اور قرآن وحدیث کے ان نصوص سے یہ معلوم ہوا کہ حق یا حقوق کا لفظ جب لام کے صلہ اور اضافت کے ساتھ استعمال ہو تو اس سے مراد:

24- احمد بن حنبل (التوفی: ۲۴۱)، المسند، (بیروت: طبعۃ الرسالۃ، س ن)، أخرجه أحمد في مسنده عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ، قال شعیب الأرناؤوط: صحیح لغیره، وهذا إسناد ضعیف لضعف شهر. 215:29؛ وأخرجه الترمذی وقال: هذا حدیث حسن صحیح.

25- جمال الدین، ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی المعروف بابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (التوفی: 711ھ) لسان العرب (بیروت: دار صادر، طبعۃ ثالثۃ: 1414ھ)، 51:10۔

26- القرآن، 19:51۔

27- مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (التوفی: 261ھ) صحیح مسلم، کتاب السَّلَامِ، بَابُ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ (بیروت – لبنان: دار إحیاء التراث العربي، س ن)، 1705:4، رقم: 2162۔

کسی فرد یا جماعت کا وہ متعین اور مقرر شدہ حقیقی یا معنوی حصہ (چیز) جو فریق ثانی یا معاشرے کے دیگر افراد کی طرف سے اسے ملنا چاہئے۔[28] یعنی وہ چیز ہر حال میں اس کو دینی چاہئے۔

اسی معنی و مفہوم میں یہ اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں: حقوق اللہ، حقوقِ مصطفیٰ، حقوق العباد، حقوق الوالدین اور حقوق الاولاد وغیرہ۔

حقوق مصطفی ﷺ کا مفہوم

قاضی عیاضؒ نے حق یا حقوق مصطفیٰ ﷺ کا کسی قسم کا کوئی لغوی یا اصطلاحی مفہوم بیان نہیں کیا۔ کسی دیگر کتاب میں بھی وضاحت کے ساتھ اس کی تعریف موجود نہیں ہے اور نہ ہی میری نظر سے کسی عربی یا اردو کتاب میں حقوقِ مصطفیٰ یا حقوق الرسول ﷺ کا جامع ومانع اصطلاحی مفہوم گزرا ہے؛ اس لیے مقالہ میں کوشش کی گئی ہے کہ اس کے اصطلاحی معنی و مفہوم کی تعیین وضاحت سے کر دی جائے؛ تاکہ کسی قسم کا کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔ مصادر شریعت سے حقوقِ مصطفیٰ یا حقوق الرسول ﷺ کی جامع اصطلاحی تعریف کا استنباط کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو درج ذیل ہے:

> "رسول اکرم ﷺ سے متعلق وہ خصوصی احکام، فرائض اور ذمہ داریاں جو اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے اور آپ ﷺ کے خصوصی اوصاف وامتیازی شان کی وجہ سے مسلمانوں پر فرض وعائد فرمائی ہیں۔"

مبحث سوم: کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ کا تعارف

اس کتاب کا صحیح اور پورا نام "الشِّفَا بِتَعْرِيفِ حُقُوقِ الْمُصْطَفَىٰ" ہے۔ جس کے متعلق خود قاضی عیاضؒ اپنی اسی کتاب کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں: تَرْجَمْتُهُ بِالشِّفَا بِتَعْرِيفِ حُقُوقِ الْمُصْطَفَى[29]

28- ابراهیم مصطفی اور دیگر، المعجم الوسيط، تحقیق: مجمع اللغة العربیة،... والنصيب الواجب للفرد أو الجماعة [ج]حقوق وحقاق (ترکیا: استانبول، دار الدعوۃ، س ن)، مادۃ (الحق)، 1:188۔

29- قاضی عیاض، الشفا بتعريف حقوق المصطفى –وحاشية الشمني، 1:8۔

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون،[30] علامہ خفاجی نے ریاض النسیم، علامہ محمد بن جعفر الکتانیؒ نے **الرسالة المستطرفة** اور علامہ زرکلی نے بھی **الأعلام** میں اس کا یہی نام ذکر کیا ہے؛ اس لیے جن حضرات نے اس کا نام "**كتاب الشِّفَا في تَعْرِيفِ حُقُوقِ الْمُصْطَفَىٰ**" تحریر کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

یہ مختلف ممالک سے متعدد بار چھپ چکی ہے۔ مقالہ کے لئے درجہ ذیل تین نسخوں کا انتخاب کیا گیا ہے:

(1) پہلا نسخہ دارالکتاب العربی بیروت سے علی محمد البجاوی کی تحقیق کے ساتھ 1404ھ بمطابق 1984ء میں دو جلدوں میں چھپا ہے۔

جس کی ابتدا میں محقق کی طرف سے تیئس (23) صفحات کا وقیع مقدمہ بھی ہے۔ جلد اول کا حجم 533 صفحات ہے اور یہ فقط قسم اول پر مشتمل ہے جبکہ جلد ثانی 669 صفحات پر مشتمل ہے اور یہ الشفا کی باقی تینوں اقسام کو حاوی ہے۔ کتاب کے آخر میں فہرست عنوانات کے علاوہ، فہرست آیات واشعار وغیرہ بھی دی گئی ہیں۔

(2) دوسرا نسخہ دار الحدیث، القاھرۃ سے عامر الجزار کی تحقیق کے ساتھ 1425ھ-2004ء میں ایک ہی جلد میں دونوں اجزاء پر مشتمل چھپا ہے، جزو اول فقط قسم اول پر مشتمل ہے جس کے 256 صفحات ہیں جبکہ جزو ثانی قسم ثانی ،ثالث اور رابع پر مشتمل ہے جو 257 صفحہ سے شروع ہو کر 504 صفحہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس طبعۃ و تحقیق کی خوبصورتی اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ابواب ، فصول اور عناوین وغیرہ کو سرخ رنگ سے نمایاں کیا گیا ہے اور فصول کو بھی ایک دو، تین وغیرہ نمبر دیئے گئے ہیں، پوری کتاب مختصر، محقق اور ایک ہی جلد میں ہے، طباعت و تحریر بھی صاف ستھری ہے جس سے پڑھنے اور حوالہ تلاش کرنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

(3) کتاب الشفا کا یہ تیسرا نسخہ سب سے بہترین اور جدید ترین نسخہ ہے جو دبئی سے عبدہ علی کوشک کی تحقیق و مقدمہ کے ساتھ 1434ھ بمطابق 2013ء، دو جلدوں میں 952 صفحات پر مشتمل چھپا ہے۔ پہلی جلد میں 470 اور دوسری جلد میں 482 صفحات ہیں۔ اس طبعۃ کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ یہ تشکیل واعراب (زبر، زیر، پیش وغیرہ) کے ساتھ ہے، اسی طرح اس میں احادیث کی تخریج اور مشکل الفاظ کی تشریح بھی کی گئی ہے اور کافی حد تک أعلام کی وضاحت اور ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

30- مصطفی بن عبد اللہ کاتب جلبی القسطنطینی المشھور باسم حاجی خلیفہ أو الحاج خلیفۃ (المتوفی: 1067ھ)، **كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون**، 2:1054۔

طریقۂ تالیف

قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب کو ایک مقدمہ اور چار اقسام میں تقسیم کیا ہے، کتاب کی "القسم الاول" ایک تمہید اور چار ابواب پر مشتمل ہے اور پھر ہر باب کو مزید فصول میں تقسیم کیا گیا ہے، اسی اسلوب کو تھوڑے بہت اختلاف کے

ساتھ کتاب کی دیگر اقسام میں بھی اپنایا گیا ہے۔ ان اقسام اور ان کے ذیلی ابواب کے عناوین کی تفصیل پیش خدمت ہے:

(1) **قسم اول کا عنوان ہے**: القسم الأول: في تعظيم العلي الأعلى لقدر هذا النبي المصطفى - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قولا، وفعلا. (قسم اول میں خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قول وفعل سے اپنے نبی (ﷺ) کی تعظیم وتوقیر کا بیان ہے) اس قسم میں چار باب ہیں:

باب اول: اس میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کی ثناء وتعریف کی ہے اور آپ (ﷺ) کی قدر ومنزلت جو اس کی بارگاہ میں ہے اس کا اظہار کیا ہے اور اس میں 10 فصلیں ہیں۔

باب ثانی: اس میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کو پیدائش اور جسمانی واخلاقی اعتبار سے کامل ومکمل بنایا ہے اور اس کے مناقب بیان کیے گئے ہیں، آپ ﷺ میں تمام دینی ودنیاوی فضائل جمع کر دیے ہیں اور اس میں 27 فصلیں ہیں۔

باب ثالث: اس میں وہ صحیح اور مشہور احادیث ہیں جن میں آپ (ﷺ) کی قدر ومنزلت جو بارگاہ الٰہی میں پائی جاتی ہے ان کا ذکر ہے اور آپ ﷺ کو دارین میں جو فضائل وخصوصیات مرحمت فرمائی گئی ہیں ان کا بیان ہے اور اس میں 12 فصلیں ہیں۔

باب رابع: میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے دست اقدس سے جو معجزات اور نشانیاں ظاہر فرمائیں اور جو آپ کو خاص طور پر بزرگیاں عنایت فرمائیں ان کا بیان ہے اور اس میں 30 فصلیں ہیں۔

(2) **قسم ثانی کا عنوان ہے**: **والقسم الثاني: فيما يجب على الأنام من حقوقه عليه الصلاة والسلام.**

(دوسری قسم میں آپ (ﷺ) کے ان حقوق کا بیان ہے جن کی بجاآوری ہر ایک انسان پر فرض وواجب ہے) اس میں بھی چار باب ہیں:

باب اول: اس میں بیان ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لانا فرض ہے، آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ کی سنت کا اتباع لازم ہے، اس میں 5 فصلیں ہیں۔

باب ثانی: اس میں بیان ہے کہ آپ ﷺ سے محبت لازم اور خیر خواہی چاہنا فرض ہے اس میں 6 فصلیں ہیں۔

باب ثالث: اس میں بیان ہے کہ خود آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے حکم کی تعظیم و توقیر اور احترام لازم ہے اور اس میں 7 فصلیں ہیں۔

باب رابع: آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنے یعنی صلوٰۃ و سلام کے حکم اور احکام سے متعلق ہے، اس میں 10 فصلیں ہیں۔

(3) **قسم ثالث** کا عنوان ہے: **والقسم الثالث: فيما يستحيل في حقه، وما يجوز، وما يمتنع ويصح. وهو**

سر الكتاب، ولباب ثمرة هذه الأبواب. وما قبله له: كالقواعد، والتمهيدات.

(تیسری قسم میں ان امور کا بیان ہے جو نبیٔ اکرم ﷺ کے حق میں مستحیل و ناممکن ہیں اور جو آپ ﷺ کے حق میں جائز و صحیح ہیں اور یہی قسم اصل کتاب کا خلاصہ و ثمرہ ہے اور اس سے قبل جو کچھ بھی ہے وہ اس کے لیے بطور بنیاد و تمہید ہے) اور اس میں دو باب ہیں:

باب اول: مختص ہے آپ ﷺ کے امورِ دینیہ کے لیے اور اس میں 16 فصلیں ہیں۔

باب ثانی: میں آپ ﷺ کے دنیوی امور و احوال کا ذکر ہے اور اس میں 9 فصلیں ہیں۔

(4) **قسم رابع** کا عنوان ہے: **والقسم الرابع: في تصرف وجوه الأحكام، على من تنقصه أو سَبَّه.**

(چوتھی قسم میں ان احکام کا بیان ہے جن کا تعلق آپ ﷺ کی شان میں بے ادبی اور تنقیص و گستاخی کرنے سے ہے) اور اس میں تین باب ہیں:

باب اول: میں ان امور اور اقوال و افعال کا بیان ہے جو آپ ﷺ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی تصور کیے جاتے ہیں اور اس میں 10 فصلیں ہیں۔

باب ثانی: آپ ﷺ کو برا بھلا کہنے، عیب جوئی کرنے، توہین اور اذیت پہنچانے والے کے حکم اور سزا بیان کرنے کے متعلق ہے اور اس میں 5 فصلیں ہیں۔ یہ دونوں اس قسم کے بنیادی ابواب ہیں۔

باب ثالث: قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ تیسرا باب سابقہ دونوں ابواب کا تکملہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، فرشتوں، کتابوں اور اہل بیت رسول ﷺ، ازواج مطہرات و صحابہ کرام کو کو بُرا بھلا کہنے اور اس کے حکم کا بیان ہے، اس میں 10 فصلیں ہیں۔

کتاب الشفا کے جو نسخے دستیاب ہیں ان میں یہی ترتیب ہے، لیکن یہاں اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ خود قاضی عیاضؒ نے کتاب کے مقدمہ میں قسم رابع کے دوسرے باب کی 10 فصول ذکر کی ہیں لیکن مطبوعہ نسخوں

میں اس کی 5 فصول ہیں، اسی طرح باب ثالث کی 5 فصول ذکر کی ہیں لیکن کتاب الشفا کے تمام متداول طبعات میں اس کی 10 فصول ہیں، نہ معلوم یہ سہو کیسے ہوا ہے۔

قاضی عیاضؒ اپنی کتاب کا آغاز علماء کے عام دستور کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام سے کرنے کے بعد ان انوارات وفیوض کے ذکر سے کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء اور متقین کے قلوب کو منور کیا ہے، پھر قاضی عیاضؒ اختصار کے ساتھ اپنی کتاب کے مندرجات اور اقسام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں جو سابق میں ذکر کر دی گئی ہیں اور اس کے بعد کتاب کی "القسم الاول" شروع ہو جاتی ہے۔

کتاب "الشفا" کی تالیف کا سبب

قاضی عیاض رحمہ اللہ اس کی تالیف کے سبب ووجہ کے حوالہ سے دو اسباب ذکر کرتے ہیں:

(1) ایک تو یہ کہ طلبہ، متعلقین ومحبین کا پرزور اصرار تھا کہ ایسا جامع مجموعہ مرتب کیا جائے جو فخر موجودات کے حقوق

وفضائل کو جامع وحاوی ہو، وہ فرماتے ہیں: "پس میں نے اس کام کی عظمت، صعوبت اور نزاکت کا مکمل احساس کرتے ہوئے اس پر جس اجر وثواب کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اس کی امید رکھتے ہوئے اس کام کو شروع کر دیا۔

(2) اور دوسری وجہ کتمان علم کے بارے میں جو آیات مبارکہ واحادیث نبویہ میں سخت وعید آئی ہے اس کے خوف وڈر کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی توفیق پر اعتماد وبھروسہ کرتے ہوئے اس تالیف کا آغاز کر دیا"۔[31]

کتاب "الشفا" کی تالیف کا مقصد

کتاب "الشفا" کا شمار سیرت النبی ﷺ کے مشہور ومتداول مفہوم کے مطابق کتب سیرت میں نہیں ہوتا؛[32] کیونکہ اس میں قاضی عیاضؒ نے اس زمانی تخطیط ومنہج کو ملحوظ نہیں رکھا جسے عام طور پر کتب سیرت ﷺ میں اپنایا جاتا ہے مثلاً علامات نبوت، پیدائش، اور اس وقت کے معجزات، رضاعت، طفولت، اور بعثت وغیرہ کے واقعات کو اس کی زمانی ترتیب سے ذکر کرنا، بلکہ انہوں نے عناوین وموضوعات سیرت سے مخصوص مقاصد کے حصول کو سامنے رکھتے ہوئے چند اہم مقتبسات ومنتخبات کو جمع کر کے مقام اور عظمت مصطفی ﷺ کے متعدد پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے، جن میں سے کچھ کی طرف کتاب کے مقدمے میں یوں اشارہ کیا ہے:

31- قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی –وحاشیۃ الشمني، 1:6۔

32- ڈاکٹر فاروق حمادہ، مصادر السیر ۃ النبویۃ وتقویمھا (دمشق: دار القلم، طبعۃ ثالثۃ، 2003ء)، 155۔

«فَإِنَّكَ كَرَّرْتَ عَلَيَّ السُّؤَالَ فِي مَجْمُوعٍ يَتَضَمَّنُ التَّعْرِيفَ بِقَدْرِ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَمَا يَجِبُ لَهُ مِنْ تَوْقِيرٍ وَإِكْرَامٍ، وَمَا حُكْمُ مَنْ لَمْ يُوَفِّ وَاجِبَ عَظِيمِ ذَلِكَ الْقَدْرِ، أَوْ قَصَّرَ فِي حَقِّ مَنْصِبِهِ الْجَلِيلِ قُلَامَةَ ظُفْرٍ.»[33]

(آپ نے مجھ سے بار بار یہ مطالبہ کیا کہ میں ایک ایسا مجموعہ مرتب کروں جو مقام مصطفیٰ کی عظمت اور آپ کے شایاں شان اعزاز و اکرام اور احترام و توقیر کے بیان پر مشتمل ہو، اسی طرح ان لوگوں کا حکم بھی بیان کرے جو ان کی تعظیم کا پورا حق ادا نہیں کرتے یا آپ ﷺ کے عظیم الشان منصب کے حق میں ناخن بھر کمی اور کوتاہی کرتے ہیں)

قاضی عیاضؒ نے اس عبارت میں اپنی تالیف کے بنیادی طور پر درج ذیل تین مقاصد اور اہداف ذکر کیے ہیں:

1- رسول اللہ ﷺ کے عظیم الشان مقام و مرتبہ اور فضیلت کو بیان کرنا

2- امت پر رسول اکرم ﷺ کی عزت و تکریم، احترام و توقیر اور حقوقِ واجبہ کا بیان کرنا

3- رسول اکرم ﷺ کی شان میں ادنی سی گستاخی، بے ادبی اور کمی و تقصیر کرنے والے کے حکم کو بیان کرنا

دوسری جگہ قسم اول کے چوتھے باب کی فصل اول کے مقدمہ میں وہ اپنی تالیف کے بنیادی مقصد کی صراحۃ وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

«حَسْبُ الْمُتَأَمِّلِ أَنْ يُحَقِّقَ أَنَّ كِتَابَنَا هَذَا لَمْ نَجْمَعْهُ لِمُنْكِرِ نُبُوَّةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا لِطَاعِنٍ فِي مُعْجِزَاتِهِ، فَنَحْتَاجُ إِلَى نَصْبِ الْبَرَاهِينِ عَلَيْهَا... بَلْ أَلَّفْنَاهُ لِأَهْلِ مِلَّتِهِ الْمُلَبِّينَ لِدَعْوَتِهِ، الْمُصَدِّقِينَ لِنُبُوَّتِهِ لِيَكُونَ تَأْكِيدًا فِي مَحَبَّتِهِمْ لَهُ، وَمَنْمَاةً لِأَعْمَالِهِمْ، وَلِيَزْدَادُوا إِيمَاناً مَعَ إِيمَانِهِمْ»[34]

(غور و فکر کرنے والے شخص کے لئے یہ بات متحقق اور واضح ہے کہ ہم نے اپنی یہ کتاب حضور ﷺ کی نبوت کے منکر یا ان کے معجزات کے معترض کے لیے مرتب نہیں کی کہ ہمیں ان پر دلائل و براہین قائم کرنے کی ضرورت ہو، بلکہ ہم نے اسے آنحضور ﷺ کے ان پیروکاروں کے لئے تالیف کیا ہے جو حضور ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے اور آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرنے والے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ سے ان کی آپ ﷺ سے محبت کی توثیق ہو سکے اور ان کے اعمال کی معراج بن سکے اور وہ اپنے ایمان وایقان میں مزید آگے بڑھیں)۔

33- قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ- وحاشیۃ الشمني، 1:4۔

34- نفس مصدر، 1:341۔

کتاب الشفا کے مصادر و مآخذ

قاضی عیاضؒ نے بذات خود اپنے مصادر کا تذکرہ نہ کتاب کے مقدمہ میں اور نہ ہی خاتمہ میں کیا ہے، البتہ اثناء تحریر وہ کبھی کبھار ان مصادر کا تذکرہ کرتے ہیں جن سے وہ علمی مواد حاصل کرتے ہیں جیسے وہ امام مسلمؒ کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

«وَرَوَى مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ: أَنَّ ضِمَادًا لَمَّا وَفَدَ عَلَيْهِ... »[35]

(مسلم اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ضماد رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے.....)

لیکن اکثر اوقات وہ نہ تو کتاب کا حوالہ دیتے ہیں اور نہ ہی صاحب کتاب کا بلکہ مجھول اور مطلقا قَالَ المفسرون(مفسرین نے کہا)اور قَالَ أَصحابُ المغازي(اصحاب مغازی نے کہا) وغیرہ ذکر کر دیتے ہیں یا مجملاً یوں کہتے ہیں:

«وَحَكَى بَعْضُ الْمُتَكَلِّمِينَ هَذَا الْمَذْهَبَ عَنِ ابن مسعود».[36]

(بعض متکلمین نے اس مذہب کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے)

«وَقَدْ رَأَيْتُ لِبَعْضِ السَّلَفِ وَالْمُتَأَخِّرِينَ مَا مَعْنَاهُ:... »[37]

(میں نے سَلَف و متاخرین میں سے بعض کی کچھ چیزوں کو دیکھا جن کا معنی و مفہوم اسی طرح کا ہے)

«وَقَدْ وَقَعَ لِبَعْضِ الْمُفَسِّرِينَ فِي «الْجَبَلِ» أَنَّهُ رَآهُ ،...»[38]

(بعض مفسرین نے کوہ طور کے واقعہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا)

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اکثر علماء و مصنفین کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن ان کی کتابوں کا حوالہ نہیں دیتے جیسے:

«وَذَكَرَ ابْنُ اسحاق...قَالَ الماوردي...وَ رَوَى شَرِيكٌ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي تَفْسِيرِ الْآيَةِ ... وَ حَكَى السَّمَرْقَنْدِيُّ عَنْ بَعْضِهِمْ... وَحَكَى النَّقَّاشُ... »[39]

35- قاضی عیاض، **نفس مصدر**، 167۔

36- نفس مصدر، ۱۲۹۔

37- نفس مصدر، 131۔

38- نفس مصدر، 132۔

39- نفس مصدر، 128، 129۔

(اور ابن اسحاقؒ نے ذکر کیا ہے...ماوردیؒ نے کہا... شریکؒ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا، سمرقندیؒ نے ان میں سے بعض سے نقل کیا ہے... نقاشؒ نے بیان کیا ہے...)

عام طور پر ان کے مصادر کتب حدیث، سیرت، تفسیر، اصول، تاریخ، کتب متکلمین اور کتب فقہ و تصوف ہی ہیں، جبکہ ان کا سب سے بڑا مصدر قرآن کریم ہے اور اسی سے وہ سب سے زیادہ استنباط اور استدلال کرتے ہیں۔

کتاب الشفا کے مصادر میں دو کتابوں کا خاص طور پر یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے جو ان کے موضوع سے بہت زیادہ مطابقت رکھتی ہیں اور کتاب الشفا کی تالیف کے وقت یہ دونوں ان کے پیش نظر تھیں:(1)

"شفاء الصدور في إيضاح البيان عن كشف حقائق البرهان وأعلام نبوة الرسول عليه الصلاة والسلام"

یہ ابو الربیع سلیمان بن سبع السبتی (440ھ-520ھ) کی کتاب ہے جو سبتہ ہی کے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ ان کی اس کتاب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ضخیم کتاب تھی جو پندرہ اجزاء پر مشتمل تھی لیکن بد قسمتی سے یہ مکمل طور پر کہیں بھی دستیاب نہیں ہے۔ مختلف جگہوں میں اس کے مختلف اجزاء کے مخطوطے دستیاب ہیں،اس کا ایک نسخہ رباط کی جنرل لائبریری میں زیر نمبر 1383 موجود ہے جو 334 صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ بھی اس کتاب کے مخطوطے دنیا کے مختلف علاقوں میں کم و بیش پائے جاتے ہیں۔

ابن سبعؒ کی یہ کتاب چار 4 موضوعات پر مشتمل ہے:(1) فضائل اعمال کی احادیث مبارکہ۔(2) حضور ﷺ کی نبوت کے اعلام اور نشانیاں۔(3) حضور ﷺ کے خصائص۔(4) مناقب صحابہ۔

کتاب الشفا کے سب سے اہم شارح علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں: قاضی عیاضؒ نے اپنی اس کتاب میں سبتہ ہی کے دوسرے عالم دین ابو الربیع سلیمان بن سبع (با کے سکون اور ضمہ دونوں کے ساتھ پڑھنا درست ہے) السبتی کی کتاب سے بہت استفادہ کیا ہے اور ان ہی کی رو میں بہہ کر موضوع احادیث کو بھی ذکر کر دیا ہے۔[40]

(2) اور دوسری کتاب ابو سعد عبد الملک الخرکوشی الواعظ کی "شرف المصطفی" ہے۔حافظ ابو بکر بن خیر الاشبیلی کی رائے یہ ہے کہ کتاب الشفا، شرف المصطفی کا اختصار ہے، وہ تحریر کرتے ہیں:

"كتاب اختصار شرف المصطفى تأليف:القاضي الإمام الحافظ أبي الفضل عياض بن موسى اليحصبي رحمه الله. حدثني به رضي الله عنه إجازة و مشافهة وإذنا" [41]

40- احمد بن محمد بن عمر، شہاب الدین، الخفاجی (المتوفیٰ:1069ھ) نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض (لبنان: بیروت، دار الکتاب العربی)، 4:1۔

41- ابو بکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفۃ اللمتونی الأموي الإشبيلي (المتوفیٰ:575ھ) فهرسة ابن خير الاشبيلی

(کتاب اختصار شرف المصطفی قاضی، امام، حافظ ابو الفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبیؒ کی تالیف ہے جو انہوں نے مجھ سے خود بھی بالمشافہۃ روایت کی اور اسے بیان وروایت کرنے کی اجازت اور اذن بھی مرحمت فرمائی)

الاشبیلی کے سوا کسی نے بھی کتاب الشفا کو شرف المصطفیٰ کا اختصار قرار نہیں دیا۔ حافظ کتانیؒ کی رائے یہ ہے کہ قاضی عیاضؒ نے ابتدا میں شرف المصطفیٰ کا اختصار کیا ہوگا اور بعد میں وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ کرتے رہے ہوں گے اور کئی سالوں کی محنت کے بعد کتاب بالکل ایک نئی شکل میں آگئی ہوگی جس سے وہ موجودہ شکل وصورت میں ایک مستقل کتاب کی حیثیت اختیار کر گئی۔[42] جو بھی صورت پیش آئی ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر اعتبار سے ایک مستقل اور بے مثال کتاب ہے۔

کتاب الشفا کے اہم ترین مصادر میں سے خود قاضی عیاضؒ کے مشاہدات، تاثرات، نتائج فکر، استدلالات اور ان کے اساتذہ کرام کے مختارات بھی ہیں[43] جیسے الصدفیؒ، المازریؒ، ابو الولید ابن رشدؒ، ابن العربیؒ اور الجیانیؒ وغیرہ۔

الشفا اہل علم کی نظر میں

اس کتاب سے مفسرین ومحدثین نے استناد کیا اور تاریخ دانوں وسیرت نگاروں نے اسے مصدر وماخذ کا درجہ دیا یہی وجہ ہے کہ لاتعداد علماء حفاظ زمانہ تالیف سے لے کر ہمارے دور تک اس عظیم کتاب سے نقل کرتے، اسے پڑھتے، پڑھاتے، اس کی شرح کرتے، اس پر حواشی لکھتے، اس کے قلمی نسخے تیار کرتے اور عوام الناس کے لئے اسے عام فہم بنانے ودوسری زبانوں میں اس کے تراجم کرتے نظر آتے ہیں۔ یہاں ان میں سے چند کی آراء تحریر کی جاتی ہیں:

1- حاجی خلیفہؒ "کتاب الشفا" کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"وهو: كتاب عظيم النفع، كثير الفائدة، لم يؤلف مثله في الإسلام. شكر الله سبحانه وتعالى سعي مؤلفه، وقابله برحمته، وكرمه."[44]

(کتاب الشفا ایک عظیم اور بہت مفید کتاب ہے، تاریخ اسلام میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے مؤلف کی محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کے ساتھ رحمت وشفقت اور کرم والا معاملہ فرمائے)

تحقیق: بشار عواد (تونس: دار الغرب الاسلامی، س ن)، ۳۶۱۔

42- الحافظ السید الشریف محمد عبد الحیٔ بن عبد الکبیر الحسنی، الکتانی (المتوفیٰ 1382ھ)، المدخل الی کتاب الشفا، تحقیق، خالد بن محمد المختار البداوی السباعی (مراکش: طنجۃ، دار الحدیث الکتانیۃ، طبعۃ اولیٰ: 1436ھ)، 120۔

43- **نفس مصدر**، ۱۱۸۔

44- حاجی خلیفہ، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، 2:1054۔

2-مشہور عرب سیرت نگار پروفیسر ڈاکٹر محمد اَبو شهبۃ اس کتاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

" وهو كتاب لو كتب بالذهب لكان قليلا عليه ، فالزمه-أيها القارىء- واشدد به يديك.[45]

(اگر اس کتاب کو سونے کے ساتھ لکھا جائے یا ہیرے اور جواہرات کے ساتھ تولا جائے تو یہ کم ہے۔ اے پڑھنے والے تجھے چاہیے کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے مضبوطی سے پکڑلے)

3-علامۃ محمد بن محمد مخلوف اس کتاب کی توصیف وتعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أبدع فيه (مؤلفه) كل الإبداع، وحمله الناس عنه، وطارت نسخه شرقا وغربا.[46]"

(اس کے مؤلف نے نہایت ہی حیران کن طور پر بالکل نیا اور تخلیقی انداز تحریر اپنایا ہے، جس کی وجہ سے اسے لوگوں میں قبول عام حاصل ہوا، اور اس کے نسخے مشرق ومغرب میں پھیل گئے)

کتاب الشفا پر ملاحظات واعتراضات

کتاب الشفا پر بنیادی طور پر تین ملاحظات واعتراضات ہیں:

1-کتاب الشفا کمزور اور موضوع روایات سے بھری پڑی ہے۔

2-اس کتاب میں کافی مقدار ایسی تاویلات کی ہے جو کہ غیر مناسب اور تکلف پر مبنی ہیں۔

3-عصمت انبیاء میں مبالغے اور غلو سے کام لیا گیا ہے۔

پہلے اور دوسرے اعتراض کا ماخذ سیر اعلام النبلاء ہے، حافظ ذہبیؒ قاضی عیاضؒ کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

" قاضی عیاضؒ کی تصنیفات عمدہ ہیں ان میں سب سے زیادہ عزت اور شرف کتاب الشفا کو حاصل

ہے، کاش کہ اس میں موضوع اور کمزور روایات کی کثرت اور تاویلات فاسدہ نہ ہوتیں"۔[47]

علامہ ذہبیؒ کے قول کی علماء کے نزدیک کیا حیثیت ہے؟ کیا ان کا قول قرین قیاس اور مبنی بر انصاف ہے؟ اس کے متعلق:

45- ڈاکٹر محمد بن محمد بن سویلم، اَبو شُھبۃ، پروفیسر (المتوفیٰ:1403ھ)، السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة ، (دمشق: دار القلم، طبعۃ ثامنۃ:1427ھ)1:39-40۔

46- محمد بن محمد مخلوف (المتوفی:1360ھ)، شجرة النور الزكية في طبقات المالكية ، تحقیق عبد المجید خیالي ، (لبنان: دار الکتب العلمیۃ، طبعۃ اولیٰ:2003ء)1:205۔

47- ذہبی، سیر اعلام النبلاء، 20:216۔

1- علامہ محمد بن جعفر الکتانی الرسالۃ المستطرفہ میں فرماتے ہیں کہ علامہ ذہبی کا قول کتاب الشفا میں کمزور اور موضوع مرویات کی کثرت اور تاویلات واہیۃ و بعیدہ وغیرہ ہونے کے متعلق انصاف پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ ان کی طرف سے زبردستی اور زیادتی ہے۔[48]

2- ڈاکٹر الحسین بن محمد شوّاط مناھل الصفا کی روشنی میں کتاب الشفا کی احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کتاب الشفا کی احادیث کی کل تعداد 1360 سے زائد ہے۔ ان میں صرف تین احادیث موضوع، تین منکر، دو شدید ضعیف جبکہ بارہ مرویات خفیف ضعیف سے متعلق ہیں، اس کے علاوہ تمام مرویات، یا تو صحاح ہیں یا حسان ہیں۔[49]

ڈاکٹر الحسین شوّاط کا تبصرہ نہایت ہی عمدہ اور متوازن ہے نیز اس بات سے کسی کو مفر نہیں کہ کتاب الشفا میں ضعیف مرویات بھی ہیں لیکن کثیر مقدار میں نہیں۔ یہ مقدار کتاب کی اہمیت کم نہیں کرتی بلکہ یہ تو اس بات پر دلیل ہے کہ انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے۔مَن لم یَسلَم مِن الخَطأ، ہاں جس کو اللہ تعالیٰ بچالے وہ خطا سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب میں زیادہ تر اعتماد، آیات اور احادیث پر کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں صرف رطب و یابس جمع نہیں کرتے بلکہ روایات کی سند و متن پر کلام بھی کرتے ہیں۔ جیسے قصہ غرانیق، وہ اس پر تفصیلی بحث کر کے دلائل کی بنیاد پر رد کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر اختلاف کو حل کرنے کی کوشش اور آراء کے تقابل کے بعد قاری کے سامنے ایک تحقیقی اور ترجیحی موقف پیش کرتے ہیں، اگر کسی روایت یا آیت میں بظاہر تعارض محسوس ہو تو اسے عمدہ توجیہات کے ذریعے سے حل کرتے ہیں، اس لحاظ سے یہ اسلوب اور منہج قاضی عیاضؒ کا امتیازی وصف ہے۔

مبحث چہارم: کتاب الشفا کی خصوصیات اور امتیازات

قاضی عیاضؒ کی کتاب "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ" اپنے زمانہ سے لے کر آج تک برابر مقبول و متداول رہی ہے۔ سیرتِ نبوی کے اہم مآخذ و مصادر میں اس کا شمار ہوتا رہا ہے اور محدثین نے اس کو قابل اعتبار سمجھا ہے۔ اس کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

(1) اس کتاب کی اہم ترین خصوصیت اور امتیازی وصف یہ ہے کہ عربی زبان میں اس موضوع پر قدیم سیرت کے لٹریچر میں کئی کتابیں ملتی ہیں لیکن ان میں سے اکثریت کسی ایک خاص پہلو مثلاً دلائل، معجزات، شرف الرسول،

48- ابو عبد اللہ محمد بن جعفر الحسني الإدريسي الشهير بـالکتاني (المتوفى:1345ھ)، الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة، تحقيق: محمد المنتصر بن محمد الزمزمي (بیروت: دار البشائر الإسلامية، الطبعة السادسة: 1241ھ)، 601۔

49- ڈاکٹر الحسين بن محمد شوّاط، القاضي عياض عالم المغرب وإمام أهل الحديث في وقته (دمشق: دار القلم، طبعة: 1419ھ)، 22۔

خصائص، شمائل اور دفاعی پہلو وغیرہ کی عکاسی کرتی ہیں جیسے دلائل النبوۃ: پر علی بن محمد المدائنی (224ھ) کی کتاب آیا ت النبی، ابو الحسین علی بن محمد الماوردی (450ھ) کی أعلام النبوة، ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی (458ھ) کی دلائل النبوة۔ اور معجزات پر جعفر بن محمد الفریابی (301ھ) کی معجزات النبی ﷺ، ابن غصن الاشبیلی، محمد بن ابراھیم (723ھ) کی معجزات خیرالبریة، یوسف بن اسماعیل النبہانی (1350ھ) کی حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين ﷺ۔ اور شمائل پر محمد بن عیسیٰ الترمذی (279ھ) کی الشمائل النبوية و الخصائل المصطفوية، الٰہی بخش کاندہلویؒ (1245ھ) کی شيم الحبيب في ذكر خصائل الحبيب، یوسف بن اسماعیل النبہانی (1350ھ) کی وسائل الوصول الى شمائل الرسول ﷺ وغیرہ۔

قدیم عربی ادب سیرت میں تلاش بسیار کے بعد خاص حقوق الرسول ﷺ کے نام سے صرف ایک ہی کتاب دستیاب ہے اور وہ ہے "الشفا بتعريف حقوق المصطفى"۔ صلاح الدین المنجد نے معجم ما ألف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم میں حقوق الرسول ﷺ پر جن 22 کتابوں کا ذکر کیا ہے وہ سب کی سب الشفا کی شروحات ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی مستقل کتاب نہیں ہے۔[50] اس موضوع پر سب سے پہلی اور مکمل کتاب کا شرف اسی کو حاصل ہے، قاضی عیاضؒ تاریخ اسلام کی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے باقاعدہ طور پر رسالت مآب ﷺ کی ذات بابرکات سے متعلق ایک مسلمان پر عائد احکام و واجبات اور ذمہ داریوں کے لیے لفظ "حقوق" کا استعمال کیا۔ انہوں نے اس کتاب کے لئے ایک واضح علمی منہج و اسلوب متعین کیا اور اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی کہ حضور ﷺ کے امت پر تمام حقوق کا بالاستیعاب ذکر کیا جائے۔ یہ کتاب سیرت طیبہ کو موضوعاتی انداز میں پیش کرنے کی سب سے پہلی مکمل اور جامع کوشش ہے، کیونکہ اس موضوع پر آج تک کوئی دوسری کتاب اس سے زیادہ جامع اور مدلل نہیں لکھی گئی۔

جدید عربی ادب سیرت میں اس حوالے سے اہم کام ڈاکٹر محمد بن خلیفہ التمیمی کا شیخ حماد بن محمد الأنصاری کے زیر نگرانی پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان: "حقوق النبي على أمته في ضوء الكتاب والسنة "ہے۔ اس کی تکمیل 1410ھ میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے قسم العقیدہ سے ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق اعتقادی حقوق پر قرآن و سنت کی روشنی میں

50- صلاح الدین المنجد (المتوفی: 2010ء)، معجم ما ألف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (بیروت: دار الکتاب الجدید، طبعۃ اولیٰ: 1982ء)، 203-205۔

تحقیق کی گئی ہے۔

اُردو زبان میں اس حوالے سے اہم کام پیر ڈاکٹر محمد نور الحق قادری کا پی ایچ ڈی مقالہ بعنوان: "حقوق الرسول ﷺ کے بارے میں فقہاء کی آراء کا تحقیقی وتقابلی جائزہ "ہے، جو انہوں نے پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبد الغفور کے زیر نگرانی 2012 میں پشاور یونیورسٹی سے مکمل کیا ہے۔اس میں حقوق الرسول ﷺ کے فقہی پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے۔

اس موضوع پر تیسرا اہم کام مقالہ نگار کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے ، جس کا عنوان ہے: " حقوق الرسول ﷺ: منتخب عربی ادب سیرت کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ "یہ 2020ء میں پر فیسر ڈاکٹر محمد سعد صدیقی کے زیر نگرانی پنجاب یونیورسٹی سے تکمیل پایا ہے۔

(2) اس کتاب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے دور کے کلامی، فقہی اور صوفی رجحانات کی بہترین عکاس ہے اوراس کتاب میں ہمیں یہ تینوں چیزیں یکجا نظر آتی ہیں۔ قاضی عیاضؒ کے دور میں مراکش نے مرابطین وموحدین کے درمیان کئی حوالوں سے سخت کشمکش کا سامنا کیا تھا، اور متعدد مذہبی وثقافتی رجحانات مراکش کی شناخت بن چکے تھے، جن میں ایک فقہی رجحان تھا اوراسے سرکاری حیثیت حاصل تھی، دوسرا صوفی رجحان تھا جو پہلے سے قدرے متضاد تھا اور تیسرا وآخری رجحان کلامی تھا اوراسے گزشتہ دو کے مقابلے میں وسط کا درجہ حاصل تھا، جبکہ قاضی عیاضؒ کی یہ امتیازی خصوصیت تھی کہ وہ ان تینوں رجحانات کی احسن طریقے سے نمائندگی کرتے تھے اور ان کی کتاب "**الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ** ﷺ" ان تمام رجحانات کی بھرپور جھلک پیش کرتی ہے۔

(3) اس کتاب کی تیسری خصوصیت جامعیت ہے۔ قاضی عیاضؒ بیک وقت قرآن، حدیث، فقہ، قراءت، لغت اور دیگر اسلامی وعربی علوم سے استدلال کرتے ہیں؛ اس لیے یہ کتاب جامعیت کی حامل ہے اور بلاشبہ ایسے لاتعداد فوائد پر مشتمل ہے جن کا تعلق حدیث، تفسیر، فقہ اور تصوف سے متعلق موضوعات کے سوا قراءت اور لغت جیسے دیگر اہم علوم وفنون کے مسائل سے ہے۔

(4) قاضی عیاضؒ عام طور پر فصل کی ابتداء میں اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث ذکر کرتے ہیں اوراس کے بعد اس موضوع سے متعلق دیگر احادیث کبھی سند اور کبھی بغیر سند کے ذکر کرتے ہیں اور پھر اس موضوع کے متعلق محدثین ،مفسرین، فقہاء، صوفیاء اور متکلمین وغیرہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں اور صرف معلومات کے جمع کرنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اپنی رائے بھی پیش کرتے ہیں۔اس حوالہ سے ایک مثال "القسم الاول" کے تیسرے باب کی پانچویں فصل سے ذکر کی جاتی ہے:

" وَأَمَّا رُؤْيَتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَبِّهُ جَلَّ وَعَزَّ فَاخْتَلَفَ السَّلَفُ فِيهَا فَأَنْكَرَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ سِرَاجُ ابن عَبْدِ الْمُلْكِ الْحَافِظُ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي

أَبِي وَأَبُو عَبْدِ اللهِّ بْنُ عَتَّابٍ الْفَقِيهُ قَالَا حَدَّثَنَا الْقَاضِي يُونُسُ بْنُ مُغِيثٍ حَدَّثَنَا أبو الفضل الصقلى حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَاسِمِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ وَجَدِّهِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِّ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُّ عَنْهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي مِمَّا قُلْتَ ثَلَاثٌ مَنْ حَدَّثَكَ بِهِنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ {لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ}[51] الآيَة ،وَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ جَمَاعَةٌ بِقَوْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُّ عَنْهَا وَهُوَ الْمَشْهُورُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ...''[52]

(معراج کے موقعہ پر) رسول اللہ ﷺ کا رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہونے کے متعلق سَلَف کا آپس میں اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کا انکار کیا ہے۔ ہم سے حافظ ابو الحسین سراج ابن عبد الملکؒ نے روایت کیا ہے اس طریقے پر کہ میں ان کے سامنے پڑھ رہا تھا۔۔ پھر وہ حضرت مسروقؒ تک مذکور مکمل سند ذکر کرتے ہیں کہ حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: اے ام المؤمنین کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا؛ تمہاری اس بات کے کہنے سے میرے بال کھڑے ہوگئے ہیں۔ جس کسی نے بھی تم سے تین باتیں بیان کیں تو سمجھ لو کہ اس نے جھوٹ بولا ہے، ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، پھر انہوں نے یہ آیت کریمہ پڑھی: (نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں، اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے۔ اس کی ذات اتنی ہی لطیف ہے اور وہ اتنا ہی باخبر ہے)....
اور مکمل حدیث ذکر کی۔ علماء کی ایک جماعت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول اختیار کیا ہے اور یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مشہور ہے)

'' وَمِثْلُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إنما رَأَى جِبْرِيلَ وَاخْتُلِفَ عَنْهُ. وَقَالَ بِإِنْكَارِ هَذَا وَامْتِنَاعِ رُؤْيَتِهِ فِي الدُّنْيَا جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ وَالْمُتَكَلِّمِينَ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُّ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَآهُ بِعَيْنِهِ وَرَوَى عَطَاءٌ عَنْهُ أَنَّهُ رَآهُ بِقَلْبِهِ وَعَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْهُ رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ وَذَكَرَ ابْنُ إِسْحَاقَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُّ عَنْهُمَا يَسْأَلُهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَ نَعَمْ وَالْأَشْهَرُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَبَّهُ بِعَيْنِهِ رُوِيَ ذَلِكَ عَنْهُ مِنْ طُرُقٍ...وَحَكَى السَّمَرْقَنْدِيُّ عن مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَرَبِيعِ بْنِ أَنَسٍ أن النبي صلى الله عليه وَسَلَّمَ سُئِلَ هَلْ رَأَيْتَ

51- **القرآن**،103:6

52- قاضی عیاض، الشفابتعریف حقو ق المصطفیٰ، 128-؛ قاضی عیاض، **الشفابتعریف حقوق المصطفی**–وحاشية الشمني، 195:1؛ بخاری، الجامع الصحيح، كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، تفسير سورة النجم، رقم:۴۸۵۵۔

رَبَّكَ قَالَ رَأَيْتُهُ بِفُؤَادِي وَلَمْ أَرَهُ بِعَيْنِي ...وَرَوَى مالك بن يُخَامِرَ عَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ رَبِّي ...الحديث"[53]

(اسی طرح کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا، ان سے اس کے برعکس رؤیت کی روایت بھی مروی ہے۔ دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ کے انکار اور اس کے ناممکن ہونے کی رائے اور قول محدثین، فقہاء اور متکلمین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ جبکہ حضرت عطاءؒ ان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دل سے دیکھا اور ابو العالیہؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دل سے دیکھا ہے۔ اور ابن اسحاقؒ نے ذکر کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی کو یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ: کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں دیکھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مشہور روایت جو ان سے متعدد طرق سے مروی ہے یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باری تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے.... سمرقندیؒ محمد بن کعب القرظیؒ اور ربیع بن انسؒ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ سے پوچھا گیا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کو اپنے دل سے دیکھا ہے، آنکھ سے نہیں دیکھا۔ مالک بن یخامرؒ (مشہور تابعی) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے...)

اس تمام بحث کو سمیٹتے ہوئے کہ حضور ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں، اور کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کا دنیا میں دیکھنا ممکن ہے یا نہیں، قاضی عیاضؒ اپنی واضح اور دوٹوک رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

"قَالَ الْقَاضِي أَبُو الْفَضْلِ وَالْحَقُّ الَّذِي لَا امْتِرَاءَ فِيهِ: أَنَّ رُؤْيَتَهُ تَعَالَى فِي الدُّنْيَا جَائِزَةٌ عَقْلًا وَلَيْسَ فِي الْعَقْلِ مَا يُحِيلُهَا."[54]

(قاضی ابو الفضل کے نزدیک حق بات جو بغیر کسی شک وشبہ کے ہے وہ یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کا دنیا میں دیکھنا عقلاً بالکل جائز ہے، اور اس میں عقلاً محال ہونے کی کوئی بات نہیں ہے)

(5) بعض اوقات وہ باب یا فصل کی ابتداء قرآن مجید کی آیات سے کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد احادیث وآثار لاتے ہیں جیسے القسم الاول کے الباب الاول کی فصل اول سے لے کر نویں فصل تک۔ اگر قراءات میں کوئی اختلاف ہو تو پھر مختلف قراءات کا بھی ذکر کرتے ہیں، مثال کے طور پر القسم الاول ہی کے باب اول کی پہلی فصل کی ابتداء وہ آیت

53- نفس مصدر، 128، 129۔

54- نفس مصدر، ۱۳۰۔

کریمہ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾[55] سے کرتے ہیں اور پھر اس میں مختلف قراءات کا ذکر کرتے ہوئے وہ تحریر کرتے ہیں:

" قَالَ السَّمَرْقَنْدِيُّ: وَقَرَأَ بَعْضُهُمْ ﴿مِنْ أَنْفَسِكُمْ﴾ بِفَتْحِ الْفَاءِ. وَقِراءَةُ الجُمْهُورِ بِالضَّمِّ، "[56]

(سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ: بعض نے آیت کریمہ میں فاء پر پیش کی جگہ زبر کے ساتھ ﴿مِنْ أَنْفَسِكُمْ﴾ پڑھا ہے، (جس کا معنی ہے: تم میں سے بہترین اور نفیس) جبکہ جمہور کی قراءت پیش کے ساتھ ہے)

(6) اسی طرح اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کتاب کی ہر عبارت اور ایک ایک لفظ و جملہ عشق نبوی میں ڈوبا ہوا ہے۔

(7) اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے آغاز میں باقاعدہ مقدمہ تحریر کیا گیا ہے، جو کتاب کو سمجھنے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔

(8) قاضی عیاضؒ ایک ہی بحث متعدد مقامات پر ذکر کرتے ہیں اور بعض دفعہ اس پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔

(9) تنسیق و ترتیب کا خاص خیال رکھتے ہیں یعنی موضوعات کے اعتبار سے اقسام ترتیب دے کر پھر ان کو ابواب و فصول میں تقسیم کرتے ہیں۔

(10) اپنی کتاب میں تحقیق و تمحیص اور نقد کا اہتمام کرتے ہیں اور تقلید سے گریز کرتے ہیں۔

(11) مذہبی تعصب کو پس پشت ڈال کر مخالفین کے ساتھ عمدہ اور علمی رویہ اختیار کرتے ہیں۔

(12) الشفا کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب کو باقاعدہ حصول برکت اور شفاء کے لیے پڑھا جاتا رہا ہے۔ امت نے اس کتاب کو بہت زیادہ سراہا ہے اس لیے اس کے کئی مختصرات اور چالیس سے زائد صرف عربی زبان میں شروحات تحریر کی گئی ہیں اور اس کو منظوم شکل بھی دی گئی ہے۔

لفظ "الشفا" سے مراد...؟

قاضی عیاضؒ کا "الشفا" کی تالیف سے مقصد کسی صورت اس کو دم درود اور تعویذ وغیرہ کی کتب کے قبیل سے بنانا نہیں تھا مگر عوام وخواص نے اس کی تالیف کے وقت سے ہی اس کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کر کے اس کے ساتھ عجیب و غریب اعتقادات و نظریات قائم کر کے یہ صفت بھی اس سے وابستہ کر دی۔ یہاں تک کہ یہ کہا جانے لگا:

" لایقع ضرر لمکان هو فیه، ولا تغرق سفینة تحمله، وأنه إذا قرأه مریض، أو قرئ

55- القرآن، 128:9۔

56- نفس مصدر، ۱۴۔

علیه شفاه الله، ومن ألمت به نائبة أوهول أو فزع، فرج الله علیه بعد قراءته." [57]

(جس جگہ یہ کتاب ہو، اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، جس کشتی میں ہو وہ غرق نہیں ہوتی، جب کوئی بیمار شخص اس کو پڑھے یا اس پر پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے شفاء عطا فرماتے ہیں اور جو شخص کسی مصیبت یا خوف یا ڈر وغیرہ میں مبتلا ہو تو اس کے پڑھنے کے بعد اس مصیبت کو اللہ تعالیٰ اس سے دور کر دیتے ہیں)

کتاب "الشفا" کی احادیث کی تخریج

ایک خصوصیت و امتیاز یہ بھی ہے کہ کتاب الشفا کی اہمیت و مقبولیت اور عظیم ذخیرہ احادیث پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کئی علماء محققین نے اس کی احادیث کی تخریج کی ہے، جن میں سے درج ذیل چار کتب تخریج زیادہ مشہور ہیں:

1- تخریج احادیث الشفا جو مشہور مصری محدث امام قاسم بن قطلوبغا (متوفیٰ 879ھ-1474م) نے کی ہے، اس کا ذکر کتانی نے فہرس الفہارس، 972:2 اور شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض، 15:2 پر کیا ہے۔

2- تخریج احادیث الشفاہی کے نام سے شیخ عبد العزیز الزبیدیؒ نے بھی اس کی تخریج کی ہے جس کا تذکرہ بروکلمان نے تاریخ الادب العربی، 273:6 پر کیا ہے۔

3- مناہل الصفافی تخریج احادیث الشفا کے نام سے الحافظ، العلامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تخریج ہے جو مشہور و مطبوع ہے اور ہر جگہ متداول و دستیاب ہے۔

4- تکمیل مناہل الصفافی تخریج احادیث الشفا یہ مشہور شیخ اور محدث ادریس بن محمد العراقی الفاسی (متوفیٰ 1183ھ-1769م) کی تخریج ہے۔ کتانیؒ نے فہرس الفہارس، 818:2 اور زرکلی نے الاعلام، 281:1 پر اس کا ذکر کیا ہے۔

خلاصہ اور نتائج بحث

قاضی عیاضؒ اور ان کی کتاب **الشفا** کے منہج واسلوب کے تجزیہ کے بعد جو نتائج اخذ کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. ابو الفضل قاضی عیاض بن موسی الیحصبی، السبتی اندلس کے روشن اور درخشاں ستارے کا نام ہے، جنہوں نے کئی مفید کتابیں تالیف کیں لیکن آپ کی مشہور ترین کتاب اور وجہ شہرت: **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ** ہے۔

57- محمد بن عبد السلام البنانی الفاسی (المتوفیٰ:۱۱۶۳ھ)، شرح الشفا (رباط: مخطوطہ سنٹرل لائبریری (نمبر 811)، 1۔ محمد، الزّرقانی (المتوفیٰ:1122ھ)، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1417ھ)، 31:1۔

2. قاضی عیاضؒ نے اپنے وقت کے صف اول کے ماہرین علم و فن اور ائمہ حدیث جیسے ابو علی الصدفیؒ، ابو عبد اللہ المازریؒ
3. اور ابو بکر بن العربیؒ وغیرہ سے علم حدیث اور مختلف علوم وفنون حاصل کیے۔
4. قاضی عیاضؒ جامع صفات شخصیت کے حامل تھے، آپ قضا، درس و تدریس، لغت، شعر و ادب اور تصنیف و تالیف کے شہسوار ہونے کے ساتھ قراءت، حدیث، تفسیر، نحو و صرف، کلام، فقہ اور تصوف کے سوا دیگر کئی علوم کے ماہر تھے۔
5. قاضی عیاضؒ کی تالیفات کو ان کی زندگی ہی میں مقبولیت حاصل ہوئی، معاصرین و متاخرین نے ان سے یکساں استفادہ کیا۔ امام نوویؒ، امام عینیؒ اور حافظ ابن حجرؒ جیسے ائمہ حدیث نے ان سے استدلال و استناد کیا اور قال القاضی سے خطاب کیا۔
6. قاضی عیاضؒ کے معاصرین اور سوانح نگاروں نے آپ کے علم و فضل کے ساتھ آپ کی شخصیت اور اخلاق و کردار کی بھی بہت تعریف کی اور آپ کو ہمیشہ محنت کرنے والا، حق و صداقت پر ڈٹ جانے والا، حلم و صبر اور جود و سخا سے متصف قرار دیا۔
7. کتاب الشفا کو یہ شرف حاصل ہے کہ حقوق الرسول ﷺ کے موضوع پر سیرت کے لٹریچر میں یہ پہلی مکمل اور جامع کتاب ہے۔
8. کتاب الشفا یقیناً عظیم الشان، لاجواب اور بے نظیر کتاب ہے لیکن اس میں کئی شدید ضعیف و بعض موضوع روایات اور تاویلات بعیدہ ہونے کی وجہ سے امام ابن تیمیہؒ اور امام ذہبیؒ نے اس پر تعریف کے ساتھ نقد بھی کیا ہے۔
9. قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب کو مقدمہ اور چار اقسام میں تقسیم کر کے پھر آگے ہر قسم کو موضوع کی مناسبت سے مختلف ابواب و فصول میں تقسیم کر کے بہت عمدہ انداز میں ترتیب دیا ہے۔
10. قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب میں بے شمار مختلف علوم وفنون کے مصادر سے استفادہ کیا ہے لیکن ان کا سب سے بڑا اور بنیادی مصدر ابدی وحی الٰہی قرآن کریم کے بعد وہ ملکہ اجتہاد و فہم ہے جس کے ذریعہ وہ اس عظیم کتاب، کلام اللہ سے استنباط و استدلال کرتے ہیں۔
11. کتاب الشفا کے معرض وجود میں آنے سے لے کر آج تک علماء اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان اور سعادت دارین و حصول برکت کا ذریعہ سمجھ کر اس کی ہر طرح خدمت کے لیے کوشاں ہیں، جو یقیناً اس کے ایک عظیم الشان کتاب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

سفارشات

1. عصر حاضر میں بعض نام نہاد مسلمانوں اور غیر مسلموں کی جانب سے شعوری اور لاشعوری طور پر رسول اللہ ﷺ کی توہین کے واقعات کے بعد ایک مسلمان کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ اسے اپنے نبی ﷺ کے حقوق اور مقام ومرتبہ کے بارے میں مکمل آگاہی اور معلومات ہوں اور وہ ان سے اچھی طرح واقف ہو؛ تاکہ اس کا اپنا ایمان بھی محفوظ رہے اور وہ طیش وجذبات میں آئے بغیر مدلل، علمی اور تحقیقی انداز میں مخالفین کو جواب بھی دے سکے؛ اس مقصد کے لیے کتاب الشفا کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔
2. کتاب الشفا کی ضعیف اور موضوع روایات (جن کی نشاندہی اور تخریج محدثین کی طرف سے کی گئی ہے) کو علیحدہ کر کے تحقیق وتعلیق کے ساتھ کتاب کے ساتھ ہی ضمیمہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے تو ان شاء اللہ بہت مفید ہوگا اور ہر خاص وعام تسلی سے اس کتاب سے استفادہ کر سکے گا۔
3. رسول اللہ ﷺ انتہائی رفعت شان اور عظمت کے مالک ہیں، جسے ثابت کرنے کے لئے صحیح اور مستند روایات ودلائل کی کوئی کمی نہیں ہے؛ اس لیے کسی بھی صورت میں من گھڑت روایات اور افسانوں کو تحریر اور بیان نہیں کرنا چاہیے۔
4. خطباء اور واعظین کو تاکید وتنبیہ کرنی چاہیے کہ وہ کتاب الشفا کے حوالے سے انتہائی ضعیف اور من گھڑت روایات ہرگز بیان نہ کریں۔
5. قاضی عیاضؒ اور کتاب **الشفا** کے حوالے سے وقتاً فوقتاً مختلف کانفرنسز اور سیمینارز منعقد کرنے چاہیے۔
6. کتاب **الشفا** کی تسہیل کر کے اس کو کالجز اور یونیورسٹیز کی سطح پر درسی نصاب کے طور پر پڑھانا چاہیے۔
7. رسول اللہ ﷺ کے حقوق کا موضوع مسلمانوں کے لئے نہایت حسّاس اور انتہائی اہمیت کا حامل ہے؛ اس لئے اس پر مستقل، مفصل اور علمی وتحقیقی انداز میں لٹریچر ومواد تیار کرنا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کے ہر ہر حق پر علیحدہ علیحدہ ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کا کام ایک سیریز اور پروجیکٹ کی شکل میں منظم طور پر ہونا چاہیے۔

Bibliography

1. Al Qur'ān
2. Abu 'Abdullah, Muhammad bin 'Iyād (Died: 575 ĀḤ), *Al Ta'ryf bil Qādy 'Iyād*, introduction & Investigation: Dr. Muhammad bin Sharyfah, The Kingdom of Morocco: Ministry of Awqaf and Islamic Affairs
3. Abu 'Abdullah Muhammad b. Ja'far bin Idrees *Al Husny Al Idrysy, Al Kattāny* (Died:1345 ĀḤ) Al Risalah al Mustatrafah Libayān Mashhoor Kutub al Sunah al Musahrrafah, Investigation: Muhammad al Muntasir bin Muhammad al Zamzami, Kuwait: Dār al Bahāir ul Islāmiyah, 6th Edition, 1421 ĀḤ
4. Abu 'Abdullah Muhammad bin 'Abdul Bāqi bn Yusuf, *Al Shahyr bil Zarqāni* (Died:1122 ĀḤ), Sharah al Zarqāni 'Alā al Mawāhib al Lildaniyyah bil Makhul Hamdiyyah, Beirut: Dār ul Kutub al 'Ilmiyah, 1st Edition, 1417 ĀḤ
5. Abu Al 'Abbās Shahāb al Deen Ahmad bin Muhammad bin Ahmad bin Yahya, Al Muqarri (Died:1041 ĀḤ), *Azhār ul Riyādh fy Akhbār Al Qādy 'Iyād*, Investigation: Mustafā Al Saqā (Teacher at jāmi'atu Fuā'd ul Awwal), Ibrahym al Ibyary (Teacher at Madāris ul Amyriyyah), Cairo: Al Tab'ah Lijannah al Talyf wal Tarjumah wan Nashar 1358 ĀḤ.
6. Abu Al 'Abbās, Shams al Din Ahmad bin Muhammad bin Ibrahim bin Abi Bakar, Ibn Khullekān Al Barmaki Al Irbili (Died:681 ĀḤ), *Wafayāt ul A'yān Wa Anbā Abnā al Zamān*, Beirut: Dār Sādir, Edition, 1900AD.
7. Abu Al Fadhal Qādy 'Iyād bin Musa bin 'Iyād bin 'Umroon Al Yahsabi Al Sabty, (Died:544 ĀḤ), *Al Shifā bi Ta'reef Huqooq al Mustafā*, Introduction & Investigation: 'Aāmir al Jazār, Cairo: al Hadyth, Edition, 1425 ĀḤ)
8. Abu Al Fadhal Qādy 'Iyād bin Musa, (Died:544 ĀḤ), *Al Ghunyah Fahrast u Shuyukh il Qādy 'Iyād*, Investigation: Māhir Zaryr Jarār, Morocco: Dār ul Gharb Al Islāmi, 1st Edition, 1402 ĀḤ.
9. Abu al Hussain Ahmad bin Fāris bin Zakriya Al Qazvyny, Al Rāzi (Died:395 ĀḤ),*Maqāyis ul Lughah,* Tab'ah: Dar ul Fikar, 1399 ĀḤ.
10. Abu al Qāsim Khalaf bin 'Abdul Malik bin Mas'ud bin Bashakwāl (Died:578 ĀḤ), *Al-Silah fy Tārykh Aimmat il Andalus*, Egypt: Maktabatul Khanjy, 2nd Edition, 1374 ĀḤ
11. Abu Bakar Muhammad bin Khair bin 'Umar bin Khalyfah, Al Ashbaily, (Died:575 ĀḤ), *Fahrasah Ibn Khyr Al Ashbaily*, Investigation: Bashār 'Awad, Tunas: Dār al Ghurb al Islamy.
12. Abu Ja'far, Ahmad bin Yahya Al-Dabi (Died:599 ĀḤ), *Bughyat-ul-Multamis fy Tārykh Rijal Ahlil Andalus*, Cairo: Dar ul Kutub Al 'Arabi, Edition:1967 ĀḌ.

13. Ahmad bin Hanbal, (Died:241 ĀḤ), *Al Musnad*, Egypt: Tab'ah al Risalah)
14. Al Hāfiz Al Syed Al Sharyf Muhammad 'Abdul Haye bin 'Abdul Kabyr Al Husny, Al Kittāny (Died:1382 ĀḤ), *Al Mudkhil Ilā Kitāb al Shifā*, Investigation: Khālid bin Muhammad Al Mukhtār Al Badāwy Al Sabā'y, Kuwait: Dār al Hadyth al Kittāniyah: 1st Edition, 1436 ĀḤ
15. Al Khafājy, Ahmad bin Muhammad bin 'Umar, Shahāb al Deen, (Died:1069 ĀḤ), *Naseem al Riyadh fy Sharah Shifā ul Qādy 'Iyād*, (Berut: Labnān: Dār al Kutub al 'Arabi.
16. Al Zarkali, Khyr ul Dyn bin Mehmood bin Muhammad, Al damshqy, (Died:1396 ĀḤ), *Al A'lām, 'Abbās bin Ibrahym Marākashi*
17. 'Ammād ud Dyn, Abu Al Fidā' Isma'yl bin 'Umar bin Kasyr, al ma'ruf Ibn Kasyr (Died:774 ĀḤ), *Al Badayah wan Nahāyah*, Dāre Ehya Al Turas Al 'Arabi, 1st Edition, 1408 ĀḤ.
18. Burhān al Deen, Abu Ishaq Ibrāhim bin 'Ali bin Muhammad, Al Yu'mari, Ibn e Farihun (Died:799 ĀḤ), *Al Deebāj al Mazhab fy Ma'rifati A'yan 'Ulama' al Mazhab*, Investigation: Dr. Muhammad al Ahmadi Abu al Noor, Cairo: Dar al Turas lil tab' wan Nashar.
19. Dr. Al Hussain bin Muhammad Shawwāt, *Al Qādy 'Iyād 'Aālim ul Maghrib wa Imām ahlil Hadyth fy Waqtihy*, Damascus: Dār al Qalam, Edition: 1419 ĀḤ.
20. Dr. Muhammad bin Muhammad bin Suwailim, known as Abu Shuhbah,(Died:1403AH), Professor, *The Prophetic Biography in Light of the Quran and Sunnah,* Dar al-Qalam, 8th Edition, 1427 ĀḤ. (Pages 1:39-40).
21. Farûq Hammāda, Doctor, *Masādir al Seerat Alnabawiyyah Wataqwymuha*, Daril Saqāfah, Edition, 1980 ĀḌ.
22. Ibrāhim Mustafā and Others, *Al Mu'jam al Waseet*, Investigator: Majma' Al Lughat ul 'Arabiyyah, Turkey, Istanbul: Dār al Da'wah.
23. Isma'yl bin Muhammad Ameen bin Meer Saleem Al Babany Al Baghdādy (Died: 1339 ĀḤ), *Hadyat ul 'Aārifyn Asmā ul Mu al Lafyn Wa Aāsār al Musannifyn*
24. Jamāl ud Deen, Abu al Fadal Muhammad bin Mukarram bin 'Ali, al ma'ruf bi Ibn Manzoor al Ansari (Died:711 ĀḤ), *Lisān ul 'Arab*, Beirut: Dār Sādir, 3rd Edition: 1414 ĀḤ.
25. Muhammad bin 'Abd ul Salām Al Banāny Al Fāsy (Died:1163 ĀḤ), *Sharah Al Shifā*, Marākish: Rubāt, Makhtutah Central Library (No. 811);
26. Muhammad bin Muhammad Makhloof,(Died:1360AH), *Shajarat ul-Noor al-Zakiyah fi Tabaqat al-Malikiyah, Investigation:Abdul Majid Khayyali,* Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1st Edition, 2003 CE. (Page 1:205).
27. Muslim bin Al Hajjaj Abu al Hasan Al Qushiry Al Nysabûri, (Died:261 ĀḤ), *al-Jami al-Sahīh*, Beirut: Dāre Ehyā Al Turās Al 'Arabi.

28. Mustafa bin 'Abdullah Katib Chalpi Al Qustantyni, Famous by name Haji Khalyfa (Died:1067 ĀḤ), *Kashf ul Dunun 'An Asamy Al Kutub Wal Fanûn*
29. Salāhud Dyn Al Munjid (Died:2010 ĀḤ), *Mo'jim Mā Allaf 'An Rasulullahi Sallallahu 'Alaehi Wasallam*, Beirut: Dār al Kutub al Jadeed, 1st Edition, 1982 ĀḌ.
30. Shams Al Deen Abu 'Abdullah Muhammad Bin Ahmad bin 'Usmān bin Qaemāz, Al Zahabi (Died:748 ĀḤ), *Siyar A'lam un Nubala', Investigation: Muhaqqiqyn bi Ishrāf Sho'aib al Arnāout*, Beirut: Muassasat ul Risālah, 3rd Edition, 1405 ĀḤ. ṣ